افکار و مطالعات

از: قاضی اطہر مبارکپوری

سلاطین عثمانیہ کے انحطاط و زوال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرب ممالک اور اس کے ملحقہ علاقوں میں استقلال و آزادی کی کئی تحریکیں چلیں۔ ایک طرف مصریوں نے چاہا کہ اپنی حکومت عرب تک وسیع کر کے باب عالی سے قطع تعلق کر لیں اور اپنی آزادی کا اعلان کر دیں۔ دوسری طرف شام کے لوگوں نے اپنے استقلال کے لئے جد و جہد شروع کی۔ نیز قلب عرب سے ایک تحریک اٹھی جس کا مرکز نجد تھا۔ اور ان میں سب سے اہم حرکت شریف مکہ مکرمہ کی تھی۔ مرحوم شریف حسین نے حرمین شریفین کی الگ عربی حکومت قائم کرنی چاہی۔ انہی حالات میں خلیج فارس اور اس کے آس پاس کے تمام ساحلی مقامات اور علاقوں پر برطانوی اثر و اقتدار اپنا کام کر رہا تھا۔ نیز ان استقلال پسندوں اور باب عالی سے آزادی کر کے اپنی حکومت قائم کرنے والوں نے بھی ترکی سے آزادی کیلئے فرانس اور برطانیہ وغیرہ سے امداد لی جس کے نتیجہ میں پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے ساتھ ساتھ عرب ممالک سے ترکی اقتدار ختم ہو گیا۔ مگر ان نئے حکومت سازوں کا منشا پورا نہ ہو سکا۔ مصر آزادی اور استقلال کے نام پر فرانس اور برطانیہ کا دست نگر بنا۔ شام فرانس و برطانیہ کی دست برد میں آیا اور شریف حسین کی جگہ برطانوی اقتدار نے عراق اور اردن میں قدم جمایا۔ صرف ایک آل سعود نے نجد سے گذر کر حرمین شریفین پر قبضہ کیا اور کسی حد تک اپنے کو کامیاب بنایا۔

ان تحریکات کے نتیجہ میں عرب ممالک اور مشرق وسطی اپنی وحدت سے قطعی طور سے محروم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس کا وجود کہنا چاہیئے کہ غیروں کے حق میں ختم ہو گیا۔ چنانچہ ایک عرب کی بیس سے زائد حکومتیں اور امارتیں قائم ہوئیں اور چھوٹے چھوٹے علاقوں میں شیوخ، قبائل کو امیر و حکمران کی حیثیت ملی جن کو غیر ملکی طاقتوں کی مدد حاصل ہے اور وہ انہی کے سایہ میں زندہ ہیں۔ خلیج فارس کی چھوٹی چھوٹی امارتیں اور شیخیتیں مثلاً شحر، مکلا، بحرین، عدن، لحج، نواحی لسحہ، مسقط، کویت، دبی اور قطر وغیرہ وغیرہ سب اسی فہرست میں شامل ہیں۔

یہ سب امارتیں برطانیہ کی زیر حمایت اپنے اپنے علاقوں کا داخلی نظام کسی حد تک خود کرتی ہیں۔ اور ان کی بے پناہ دولت سے یورپ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ مگر پہلے کے مقابلے میں اب ان مقامات کے عوام اور حکمرانوں میں زندگی کی قدر و قیمت محسوس ہونے لگی ہے اور وہ اپنی خود مختاری کی حیثیت پر غور کرنے لگے ہیں کہ یہ کیا ہے۔ اور کیا ہونا چاہیئے۔ یہ شعور خوش آئندہ ہے اور اس شعور سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے مشرق و مغرب کی بڑی بڑی طاقتیں ان کے ساتھ سودا پٹانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان حالات میں پرانا مداری برطانیہ بری طرح بوکھلا گیا ہے اور ناعاقبت اندیشی سے تھرتھرا رہا ہے۔

امارت قطر کے شیخ آج کل ہمارے ملک میں سرکاری دورے پر تشریف فرما ہیں اس موقع پر قطر کے کچھ مختصر حالات دلچسپی کا باعث ہونگے "القطر" جزیرۃ العرب کے مشرقی ساحل پر خلیج فارس کے پاس ایک جزیرہ نما ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲۲۰۰۰ کیلو میٹر ہے (تقریباً ۸۰۰۰ مربع میل) اس کی آبادی اندازہ کے مطابق ۲۶۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ یہاں کے مشہور شہروں اور مقامات میں دخان، مرفائۃ الدوحہ اور ام سعید ہے۔ الدوحہ ہی دار الحکومت ہے۔ یہاں پر شیخ کی حکومت ہے جو داخلی آزادی کے ساتھ برطانیہ سے منسلک ہے اور دونوں میں دوستی اور امداد کا عہد و پیمان ہے۔ یہاں کے باشندوں کا عام ذریعہ معاش موتی اور مچھلی کا شکار اور ان کی تجارت ہے اور اب سب سے بڑا ذریعہ پٹرول ہے۔ اس مملکت کی اہمیت اس کے رقبہ اور آبادی سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ قطر، بحرین، اور کویت کے ساتھ مشرقی ایشیا کے کل تیل کا نصف حصہ پیدا ہوتا ہے اس کے تیل کا ٹھیکہ ایک ایسی کمپنی کو ملا ہے جو عراقی پٹرولیم کمپنی سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ عراقی کمپنی برطانیہ کے زیر اثر ہے۔ قطر کے موجودہ حکمراں ہز ہائینس شیخ علی بن عبد اللہ بن قاسم الثانی ۱۹۴۹ء میں حکمراں ہوئے آپ اپنے ملک کے تجارتی اور تہذیبی تعلقات کو وسیع کرنا چاہتے ہیں اسی لئے آپ آجکل ہندوستان تشریف لائے ہیں۔ آپ کے دور امارت و مشیخیت میں قطر میں ہر قسم کی تعلیمی، فنی تجارتی، اقتصادی سرگرمی کے ساتھ ساتھ دینی اور اسلامی سرگرمی بھی عام ہے آپ روشن خیال حکمراں ہونے کے باوجود اسلامی روح سے اپنا حصہ رکھتے ہیں۔ قطر میں جگہ جگہ دوسرے مدارس کی طرح دینی مدارس بھی قائم کئے ہیں۔ ہمارے ایک ہموطن جامع ازہر مصر کے فاضل دوست مولانا محمد مصطفٰے الازہری اعظمی آجکل قطر میں تعلیمی کاروبار میں اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۲۳ پر دیکھئے)

خطاب بہ مسلم

(جناب خالد کمال مبارک پوری)

لے کے پیغام کوئی اپنی جوانی سے نکل
مرد مومن ہے تو اخلاق کی پستی سے نکل

امن و اسلام کی دنیا ہے بسانا تجھکو
کفر و الحاد کی اجڑی ہوئی بستی سے نکل

جام بوبکرؓ و عمرؓ پی کے پلا دنیا کو
لینن، مارکس جام کی مستی سے نکل

شمس اسلام ہے کافی ترے جلووں کے لئے
آفتاب گہن آلود کی گرمی سے نکل

ڈھونڈھ لے اور کوئی میر برائے منزل
گم رہ منزل مقصود کی میری سے نکل

پھر کلیسائے عجم میں ترے نغمے گونجیں
لیکے پیغام خدا نور کی وادی سے نکل

سامنے پھر ترے کھنچ جائے گی تصویر سلف!
نفس امارہ بالسوء کی اسیری سے نکل

نسل جو اسلام کی آزادنگاہی کردے
یہی احساس شکن پیری مریدی سے نکل

چھیڑ ہاں چھیڑ دے توحید کا ساز! اے خالدؔ!
بزم احساس کی بے کیف خموشی سے نکل

(بقیہ افکار و مطالعات) برلن کی خبر ہے کہ حال میں پھر ماسکو ریڈیو نے مذہب کے خلاف اپنے ایک تازہ نشریہ میں روسی نوجوانوں پر زور دیا ہے کہ وہ مذہبی افکار کو پھیلنے نہ دیں کیونکہ مذہبی طرز خیالات ہماری زندگی کے پورے ڈھانچہ کے دشمن ہیں اور نوجوان اشتراکیوں کی انجمنوں کو پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ نظریات پھیلنے نہ پائیں یہ امر قابل افسوس ہے کہ یہ کام نظریاتی اعتبار سے بہت اہم ہے لیکن بہت سی انجمنیں اسے نظر انداز کر رہی ہیں۔

اس قسم کی باتیں ماسکو ریڈیو سے اکثر نشر ہوتی رہتی ہیں اور انھیں پروپیگنڈا کہہ کر ٹال دینا آسان نہیں ہے جب کبھی اس قسم کی تردید ماسکو سے نہیں ہوتی۔

یہ عجیب بات ہے کہ امریکہ اور روس دونوں ہی مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کی دوستی میں اپنا اپنا زور خرچ کر رہے ہیں مگر اس گر سے واقف نہیں ہوا کہ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک اور ان کے عوام عملی اعتبار سے خواہ کتنے ہی گئے گذرے ہوں مگر عقیدہ کی رو سے وہ پکے "مسلمان" ہیں اور ان کے دل و دماغ میں اسلامی روح کام کرتی ہے اس معاملہ میں امریکہ اور برطانیہ وغیرہ نے دانشمندی سے کام لیتے ہوئے مذہب کے خلاف کبھی اوچھا ہتھیار استعمال نہیں کیا بلکہ وہ مشرق وسطیٰ کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کے مزاج سے واقف ہو رہے ہیں اور ان سے قریب تر ہونے کی ترکیبیں سوچ رہے ہیں روس اس گر سے ناواقف ہے اور اس ناواقفیت کی وجہ سے وہ امریکہ کے مقابلہ میں بڑی حد تک ناکام ہے۔ اصل یہ ہے کہ روس کا نظام اول سے لے کر آخر تک لحدانہ ہے۔